

رسائل وسائل

دہرا معیار

سوال: عنقریب میری شادی ہونے والی ہے۔ گذشتہ دنوں پیش آنے والے ایک سانچے کی بنیاد پر بہت سے سوال میرے ذہن میں الجھن پیدا کر رہے ہیں۔ میری رہنمائی فرمادیں۔

میری خالہ زاد بہن کی شادی اپنے کزن سے ہوئی تھی جو کہ ایک دین دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور خود کو بھی دین داروں میں شمار کرتے ہیں۔ انھوں نے میری خالہ زاد بہن کو محض اس وجہ سے طلاق دے دی کہ ان کی غیر موجودگی میں اپنے کزن کو (جو کہ شوہر کے بھی کزن ہیں) گھر میں آنے دیا۔ کچھ چائے پانی سے خاطر تواضع بھی کی، جب کہ گھر میں ملازمہ بھی موجود تھی، گھر میں تنہ نہ تھیں۔ میری خالہ زاد بہن کے بارے میں خاندان کا ہر شخص گواہی دیتا ہے کہ وہ عفت آب خاتون ہیں۔ دوسری طرف شوہر کے اپنے معاملات و خیالات کا یہ عالم ہے کہ غیر عورتوں کے ساتھ میل جوں، بُنی مذاق پارک وغیرہ میں گھومنا پھرنا اپنے کاروبار کا تقاضا خیال کرتے ہیں اور مصر ہیں کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ یہو یوں کوتا پنے گھروں میں عزت و عفت کا محافظ ہونا چاہیے اور شوہر کی غیر موجودگی میں غیر محروم کو گھر میں نہیں آنے دینا چاہیے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے۔

میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے فرائض میں شامل کیا ہے کہ وہ مرد کی غیر موجودگی میں اپنی عزت، شوہر کے گھر، مال و اولاد کی حفاظت کرے، تو کیا مرد کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری سے باہر نکل کر اپنی نگاہ کی حفاظت کرے اور غیر عورتوں سے تعلقات نہ رکھے؟ کیا شوہر کی عزت یہوی کی عزت نہیں؟

۲۔ مرد کو تو اختیار ہے کہ یہوی کے کردار کو مشکوک پا کر اس کو اپنے ساتھ نہ رکھ لیکن ایک یہوی شوہر کی بے حیائی کس حد تک برداشت کرے اور وہ کیا کرے؟ لوگ کہتے ہیں کہ مرد کے شرابی

زانی یا آبرو باختہ ہونے کی بنا پر یہوی علیحدگی کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو یہوی کس بنا پر علیحدگی کا مطالبہ کرے؟ کیا صرف نان نفقة کی عدم ادا یگی کی بنا پر ہی اُس کا حق ہے اور دیگر تمام روحانی، جذباتی، سماجی صدموں کی کوئی حیثیت نہیں؟ کیا واقعی عورت کی ضرورت صرف نان نفقة ہی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر یہوی میں اور کسی بھی پالتو حیوان میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

۳۔ کیا شوہر کی غیر اخلاقی سرگرمیوں کی وجہ سے یہوی کے سماجی مرتبے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا؟ اُس کے خاندان، احباب، سہمیلوں خصوصاً سرپرال والوں کی نظر و میں میں ایسی عورت کی کیا وقعت رہ جاتی ہے جس کا شوہر اپنی عزت و آبرو کے بارے میں لا پرواہ، اور عورتوں کے ساتھ تعلقات، دوستی، ٹیلی فون پر گفتگو، سینما یا پارک میں گھومنا پھرنا میوب نہ سمجھے اور اس کو اپنے کار و بار کا تقاضا سمجھے؟

۴۔ کیا ایک یہوی کو اپنے شوہر کے کردار کے بارے میں غیرت مند نہیں ہونا چاہیے؟ کیا مرد اپنے "اعمال" کو درگزر، چشم پوشی اور نظر انداز کر دیے جانے کا حق دار سمجھتا ہو اور یہوی کے معاملے میں بہت "غیرت مند" ہو جائے کہ قریبی رشتہ دار سے بول چال بھی نہ کرے؟ کیا مرد اور عورت کی غیرت میں یہ فرق اسلام کی رو سے ہے؟ کیا یہوی کو "بے غیرت" بن کر جینا چاہیے؟

۵۔ یہ بات عام مشاہدے میں ہے کہ مرد اپنی یہویوں کی عزت نفس اور جذبات و احساسات کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔ ایک وفادار یہوی اپنے شوہر کی طرف سے صرف وفاداری کی متنی ہوتی ہے۔ وہ ہر معاشری و معاشرتی دباؤ، ہر طرح کے سخت حالات میں کشادہ دلی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ہر قسم کے حالات میں شوہر کی خیر خواہ اور ساتھی ہوتی ہے۔ صرف ایک آرزو اس کی زندگی کا محور ہوتی ہے کہ شوہر اس کے مقابلے میں کسی غیر عورت سے دل نہ بہلانے نہ اس کی دل جوئی کرنے نہ اس طرح تذکرہ کرے کہ یہوی کی عزت نفس محروم ہو۔ ہر یہوی کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر اسے دیکھی ہی مجبت، خیر خواہی، وفاداری اور عزت دے جیسی کہ اس کے دل میں شوہر کے لیے ہوتی ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں کو بھی اپنی یہویوں کو تسلی کرتے دیکھا ہے۔ ان کا دل دکھا کر، ان کی روح کو اذیت پہنچا کر جیسے مردوں کو روحانی سکون ملتا ہے۔ غیر عورتوں کی تعریف کر کے اپنی کزن، کلاس، فیلو، بھائیوں کی مہربانیوں اور حسن کے تذکرے کر کے مٹھنڈی آہیں بھرتے ہیں۔

گاہک عورتوں کی نظر التفاقات کے قصے بیان کر کے، دوسری شادی کی ناتمام خواہش پر آہیں بھرتے ہیں۔ یہوی کی مجبت، خلوص اور وفاداری کو خاک میں ملاتے ہیں۔ کیا یہوی محض ایک کھلونا ہے جس کے جذبات، احساسات، خواہشات اور عزت نفس سے کھلینا مرد کا حق ہے؟ کیا یہوی کی کوئی عزت نفس

نہیں ہوتی؟

جواب : آپ کے خط سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ عنقریب ان شاء اللہ آپ کی شادی ہونے والی ہے اور اس طرح ستبت رسول پر عمل کر کے آپ اپنے ایمان کی تکمیل کریں گی۔ ممکن ہے جب تک آپ کے سوال کے حوالے سے یہ نکات طبع ہوں یہ مبارک رشتہ اور دینی فریضہ تکمیل پاچکا ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے شوہر کو دین پر حقیقی طور پر عمل کی توفیق دے اور آپ ایک دوسرے کے لیے سکون و راحت اور دینی فلاح کا ذریعہ بن سکیں۔ آمین!

آپ کے سوالات کی ترتیب کو برقرار رکھتے ہوئے چند نکات تحریر کیے جارہے ہیں:

۱- شریعت اسلامی نے ایک منکوحہ کے فرائض میں یہ بات شامل کی ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں کسی ایسے فرد کو گھر میں نہ آنے دے جسے وہ ناپسند کرتا ہو اور نہ کسی کے ساتھ اس طرح کی تہائی اختیار کرے جو خلوت کی تعریف میں آتی ہے۔ اس دوسری شرط میں وہ رشتے بھی شامل ہیں جنھیں ہمارے معاشرے میں جاہلی رسوم و رواج کی بنا پر جائز سمجھ لیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کا اپنی سالی یا ایک بیوی کا اپنے دیور کے ساتھ مکمل تہائی میں ہوتا۔ حدیث شریف میں وضاحت ملتی ہے کہ ایسی حالت میں ان کے ساتھ تیرا فرد شیطان ہوتا ہے یا جیسے ہمارے ہاں سالی کے ساتھ بہنو کی بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ وہ اس کی چھوٹی بہن ہے اسے گلے لگانا، ہاتھ میں ہاتھ لینا، ساتھ جڑ کر بیٹھنا، یہ تمام تکلیفیں خلوص نیت کے باوجود شریعت کی نگاہ میں من نوع ہیں۔

آپ نے اپنی خالہ زاد بہن کے حوالے سے ان کے شوہر کے طرزِ عمل کے بارے میں جوبات لکھی ہے اس کا سبب وہی جاہلی روایج ہے جس میں ایک شوہر اپنی سالی کے ساتھ بے تکلفی کے اظہار کے لیے بھی مذاق کرتے ہوئے اگر اس کے دھپ لگادے تو وہ اسے ”جاڑ“ سمجھتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں اس کی نیت اچھی تھی۔ لیکن اگر اس کا اپنا کزن جو اس کی بیوی کا بھی کزن ہو، اگر اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر آجائے اور اس کی بیوی اسے چائے پلا دے تو اس کے غصے کا پارہ آسمان تک چڑھ جاتا ہے اور وہ طلاق جیسی چیز پر آمادہ ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا جائز کام ہے جو رب کریم کو طیش، غصب اور غصتے میں لے آتا ہے۔ سبب واضح ہے: رب کریم چاہتا ہے کہ اس کے بندے رشتوں کا احترام کریں، رحم (قربات و رشتہ) کی عزت کریں، اپنے لباس کو جوانھیں زینت وزیبائش دیتا ہے اپنے ہاتھ سے تارتار نہ کریں۔

اگر آپ کی بھی شریه صاحب نے یہ جانے کے باوجود کہ ان کے شوہران کے مشترک کے کزن کو چائے پلانے سے ناخوش ہوں گے، ایسا کیا، تو میرے خیال میں انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کے باوجود صرف اس بنا پر

طلاق دینا زیادتی ہے۔ ایسے حالات میں شوہر کا فرض ہے کہ وہ نصیحت و اصلاح کا رویہ اختیار کرے نہ کہ یک لخت طلاق دے ڈالے!

۲- یہاں یہ بات بھی واضح کرنی ضروری ہے کہ ایک شوہر کے یہوی کو طلاق دیئے، یا ایک یہوی کے خلع طلب کرنے کا تعلق ہمیشہ بداخلی کے ساتھ نہیں ہے۔ ایک شوہر اپنے کردار و تقویٰ کے لحاظ سے انہائی اعلیٰ مقام پر ہو لیکن اس کی شکل دیکھتے ہی ایک یہوی کو کراہت آئے تو تقویٰ کے باوجود دادے خلع کا حق ہے۔ ایسے ہی ایک یہوی انہائی حسین و جیل اور مال دار اور اعلیٰ نسب کی ہونے کے باوجود اگر حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو قانونی حد تک شوہر اسے طلاق دے سکتا ہے۔ گویا طلاق اور خلع کسی ایک مخصوص شرط کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ دونوں شکلوں میں احساس ذمہ داری اور اللہ کے سامنے جواب دی کے جذبے کے ساتھ یہ وابستہ نہیں ہیں۔

۳- اگر ان صاحب نے محض اپنے غفتے کے اظہار کے لیے ایک طلاق دی ہے تو انھیں رجوع کرنے کا حق ہے اور دونوں کا فرض ہے کہ آئینہ بھی ایسا موقع پیدا نہ ہونے دیں کہ دوسرا طلاق کی نوبت آئے۔ رجوع کے بعد بھی پہلی طلاق تین میں سے ایک شمار ہوتی ہے۔ اس لیے غیر معمولی طور پر احتیاط اور ضبط نفس کے ساتھ حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے اور بے جا غصہ و بدگمانی سے بچا جائے۔ (ان بغض الخُلُقِ

إِنْمَاءُ بِالْأَشْيَاءِ بَعْضَ الْمَمَانِ ۖ نَاهٌ كَدَرْجَهُ رَكْتَهُ ہیں۔ الحجرات ۱۲:۳۹)

۴- قرآن کریم نے ایک صالح یہوی اور صالح شوہر کو اپنا معيار مطلوب قرار دیا ہے اور بار بار صاحیث، نیک، بھلائی، معروف، بر اور تقویٰ کو اہل ایمان کی بنیادی صفت کہا ہے۔ اس لیے شوہر اور یہوی کے لیے عفت و عصمت اور تقویٰ کے معیار الگ الگ نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم جب نگاہیں پنچی کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسے صرف عورتوں کے لیے مخصوص نہیں کرتا کہ وہ تو نگاہیں پنچی رکھیں اور مرد جہاں تک ممکن ہوں گا ہوں سے تعاقب اور حظ اندوزی کرتا رہے۔ (اور مومن مرد اور مومن عورت میں اپنی نگاہیں پنچی رکھتے ہیں۔ النور ۲۲:۳۰-۳۱)

اسی طرح تغیرات میں دونوں کے لیے یکسان معیار رکھا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: وَالسَّارِقُهُ فَاقْطَعُوْ آئِنِيهِمَا (المائدہ ۵:۳۸) ”اور چور، خواہ عورت ہو یا مرد، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔“ اس لیے چاہے معاملہ کار و بار کا ہو یا تفریخ اور سماجی تعلقات کا، شوہر اور یہوی کو ایک ہی اخلاقی ضابطے کی پیروی کرنی ہوگی۔

۵- اگر شوہر یا یہوی اخلاقی ضابطے کی خلاف ورزی کرے تو اصلاح کے لیے تعلیم، اخلاقی دباؤ، خاندان کے افراد کے دباؤ اور احباب کی نصیحت کا استعمال ہونا چاہیے۔ اگر ان تمام کوششوں کے باوجود ایک فرد

اسلام کے خلاف عمل کرتا رہے تب آخری اور ناپسندیدہ شکل طلاق یا خلع ہے۔

۶۔ کسی شوہر کا تہائی میں کسی غیر عورت کے ساتھ پھرنا، سینما جانا، پارک میں تفریح کرنا، کسی بھی لحاظ سے کاروباری ضرورت نہیں کہا جا سکتا۔ اگر بعض صورتوں میں کسی کاروباری معاملے میں ایک مرد یا عورت کو ایک غیر مرد سے کوئی بات کرنی ہی ہوتا وہ شکل اختیار کی جائے جس میں برائی کا امکان کم سے کم ہو یعنی ”خلوت“ (کسی غیر محروم کے ساتھ مکمل تہائی میں ہونا) کی شکل نہ ہو۔

مثال کے طور پر ایک بنک مینیجر کو اپنے گاہک سے بات کرنی ہے۔ یہ بات تہہ خانے میں ایک لوہے کے دروازے کو مغلن کر کے بھی کی جاسکتی ہے اور ایسے کمرے میں بھی جس میں ہر طرف شفاف شیشے لگے ہوں، دروازہ کھلا ہو اور دونوں کے درمیان معقول فاصلہ ہو۔ ظاہر ہے اولین شکل اسلامی شریعت ہی میں نہیں کسی بھی اخلاقی نظام میں درست قرار نہیں پا سکتی۔

اگر ایک جامعہ میں ایک معلمہ کو اپنی کلاس میں اپنے تخصص کے حوالے سے پیچھو دینا ہے جس میں غیر محروم لڑکے بھی ہیں اور یہ کام اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا تو اسلامی حجاب میں رہتے ہوئے شریعت اس کو اس سے منع نہیں کرتی۔ لیکن اگر اسے کسی طالب علم کے مقابلے پر اس سے بات کرنی ہو تو چونکہ وہ معلمہ ہے اور طالب علم بمنزلہ اس کی اولاد کے ہے وہ کمرہ بند کر کے، کھڑکی پر پردہ ڈال کر ایک گھنٹے تک اس سے علمی مذاکرہ نہیں کر سکتی چاہے وہ اور اس کا شاگرد تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر ہی فائز کیوں نہ ہوں۔ اسے اپنا کمرہ بند کیے بغیر، دروازہ کھلا چھوڑ کر، کھڑکی سے پردہ ہٹا کر ہی بات کرنی ہوگی۔

۷۔ طلاق اور خلع کا قانونی پہلو، اتنا واضح اور آسان ہے کہ اس پر کسی مفتی اور مجتہد سے رائے لیے بغیر ایک سیدھا سادا مسلمان بھی عمل کر سکتا ہے۔ لیکن طلاق یا خلع سے قبل ضروری ہوگا کہ ایک فرد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے احساس کے ساتھ اپنے قلب و دماغ کو خوب ٹوٹل کر دیکھے کہ کل جب قیامت میں اللہ تعالیٰ اس سے جواب طلبی کریں گے تو کیا اس کے پاس کوئی معقول جواب ہوگا؟ اور کیا اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ ساتھ چنان، رہنا، نبھانا بالکل ممکن نہیں رہا۔

۸۔ جس طرح بیوی کے کردار کی معمولی سی خای شوہر کے لیے عزت، وقار، ناک اور مشکلات کا مسئلہ بن جاتی ہے، بالکل اسی طرح شوہر کا کردار بیوی کی ساکھ، نفیتی، کیفیات اور سکون کو متاثر کرتا ہے۔ شوہر اور بیوی پر ایک دوسرے کے حوالے سے یکساں اخلاقی، قانونی، نفیتی اور معاشرتی حقوق و فرائض عائد ہیں۔ اگر ایک شوہر بیوی کا حق مارتا ہے اور عوام الناس کے سامنے کیے ہوئے عقد نکاح کے باوجود کسی اور عورت کے ساتھ خلاف اخلاق معاشرتی تعلقات قائم کرتا ہے، تو ممکن ہے اس دنیا میں انسانوں کے بنائے ہوئے ضابطوں

کی بنا پر اس کی گرفت نہ ہو سکے لیکن وہ آخرت میں باز پر س سے نہیں فتح کہتا۔ دوسرا جانب وہ یہوی جو نامساعد حالات کا مقابلہ ہوتا، وقار اور صبر واستقامت سے اس دنیا میں کرتی رہی دوبارہ ایسے شخص کے حوالے نہیں کی جائے گی بلکہ اسے آخرت میں ایسا زوج دیا جائے گا جو دنیا کی تمام تکالیف و پریشانیوں کا بدله سکوں لذت، احترام اور عزت و وقار کے ساتھ اسے فراہم کر سکے۔

۹۔ بعض شوہرنہ صرف یہوی بلکہ اپنی بیٹیوں، بیٹوں، حتیٰ کہ ماں باپ کی عزت نفس کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ وہ اپنے اس طرزِ عمل کی بنا پر چاہے دنیا میں اپنی اکٹھوں سے کتنا ہی خوش ہو لیں لیکن آخرت میں ان کا حساب اس سے بہت مختلف ہو گا۔ اس کا ایک بنیادی سبب دینی فہم اور تعلیم کا نہ ہونا ہے۔ اسی بنا پر بہت سے شوہر اپنی یہوی سے ”تو“ کہہ کر بات کرنے کو بے تکلفی، اپنا سیکت اور محبت سمجھتے ہیں۔ اسلام ایک شاکستہ، بادب اور باوقار دین ہے اور چاہتا ہے کہ بے تکلفی و محبت کا اظہار ہو یا غصتے کا، دونوں صورتوں میں ادب، توازن اور احترام کو منظر رکھا جائے۔

بہت سے پڑھے لکھے مرد اپنی بیٹیوں سے جس طرح خمارت، طنزیاں پر احسان جتنے کے انداز میں بات کرتے ہیں وہ روح اسلام کے بالکل منافی ہے۔ وہ لڑکوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ محبت، احترام، عزت اور باوقار طرزِ عمل کی حق دار ہیں۔ اسی طرح اگر یہوی کی عزت نفس اور جذبات کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ ایک اخلاقی کمزوری ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر اگر شوہر غیر محروم عورتوں سے تو مسکرا کر اور اطلاع فنا کر بات کرئے اُنھیں چائے اور کھانے پر مدعو کرے اور اپنی یہوی سے محض ایک قانونی ساتھی رکھے تو یہ یہوی کے حقوق پر ڈاکا اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ اللہ پر بندے کا حق یہ ہے کہ وہ اس کا واسطہ دے کر جس سے رحم کا رشتہ قائم کرتا ہے وہ اس پر قائم رہے۔ (النساء: ۱۲)

نکاح یا ایسے اعلان اور وعدے کے بعد جس پر بہت سے افراد کو شاہد بھی بنایا گیا ہو، اگر ایک شخص کسی اور عورت کے ساتھ گھومتا پھرتا ہے تو یہ خود اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے سے روگردانی ہے، اور اس غلط رویے کی فوری اصلاح ایسی توہبے کے ذریعے جس کے بعد غلطی کا ارتکاب نہ کیا جائے لازم ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ دوسرا شادی کی خواہش اگر کسی شرعی ضرورت کی بنا پر ہو تو جائز ہے لیکن اگر اس طرح محض غیر عورتوں کے تذکرے سے اپنی مانگ اور قدر و منزلت بڑھانی مقصود ہو تو اس کی شریعت میں سخت ممانعت ہے۔ حدیث شریف میں یہوی کو منع کیا گیا ہے کہ وہ شوہر کے سامنے کسی دوسرا عورت کی تفصیلات بیان کرے۔ اس حکم کا اطلاق شوہر پر بھی ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک شوہر کا اسلامی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے صرف ایک یہوی اور بچوں کے حقوق ایمان داری سے ادا کرنا بھی بھی کھیل نہیں ہے، کجا یہ کہ وہ آنکھیں بند

کر کے اور بس اللہ کا نام لے کر بیک وقت کئی بیویوں اور کئی درجن بچوں کے حقوق کی ذمہ داری اٹھائے۔ مختلف پہلوؤں پر غور کیے بغیر کچھ ”داش منڈ“ جب یہ کام کر بیٹھتے ہیں تو پھر قانونی موشگافیوں میں آجھتے چل جاتے ہیں۔ اسلام میں نہ بیوی شوہر کے لیے کھلونا ہے نہ شوہر بیوی کے لیے محض ایک عنوان۔ دونوں پر ایک دوسرے کے غیر معمولی حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ہاں، اگر کسی میں اتنی استطاعت ہو کہ وہ ایک سے زائد بیویوں اور کثیر تعداد میں بچوں کے حقوق و فرائض ذمہ داری اور عدل کے ساتھ ادا کر سکتا ہو تو اسلام اسے نکاح ثانی سے نہیں روکتا۔ (پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)

روزے میں ان ہیلر کا استعمال

روزے میں ان ہیلر (inhaler) کے استعمال کے بارے میں دسمبر ۲۰۰۰ء کے شمارے میں مولانا عبدالمالک کا جواب شائع کیا گیا تھا جس میں اس کا عدم جواز تایا گیا تھا۔ ہمارے ایک قاری نے سعودی عرب کے منتظر اشاعر محمد الصالح العثیمین رحمہ اللہ کا ایک نوی ارسال کیا ہے۔ ہم اسے نقل کر رہے ہیں۔ (ادارہ)
س : دے کے مریض ان ہیلر استعمال کرتے ہیں۔ کیا روزہ دار کے لیے اس کا استعمال جائز ہے؟

ج : ان ہیلر کا استعمال روزہ دار کے لیے جائز ہے خواہ رمضان کا کوئی روزہ ہو یا اس کے علاوہ۔ یہ اس لیے کہ (ان ہیلر) معدے تک نہیں پہنچتا بلکہ پھیپھڑوں تک پہنچ کر ان کو کھلا کر دیتا ہے جس کے بعد انسان معمول کے مطابق سانس لینے لگتا ہے۔ الہذا یہ (ان ہیلر) نہ کھانے پینے کے مترادف ہے اور نہ ہی بذات خود کھانا پینا ہے جو معدے تک پہنچتا ہو۔ اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ کسی بھی شے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا جب تک کہ کتاب و سنت اجماع یا قیاس صحیح سے اس کے فاسد ہونے کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ (الشیخ محمد الصالح العثیمین، مسائل من الصیام، دار ابن جوزی، جمع و ترتیب: سالم بن محمد الجہنی)

قارئین سے گزارش ہے کہ ”رسائل و مسائل“ کے تحت سوالات کے جواب کے لیے مکمل پتا ارسال فرمائیں۔ (ادارہ)